© rasailojaraid.com

اسلام اور قادیانیت (آخری قسط)

مولانا محمد مغیرہ

ایسے ہی ایک سرخی یہ لگائی گئی کہ:

امامکم منکم ۔امام تمہارا تم میں سے ہوگا کوئی آسمان سے آنے والا نہیں ۔مرزا غلام احمد قادیانی بھی ایسے کرتے رہے اور اس کا مرید اور تبع بھی وہی کررہا ہے کہ پوری حدیث رسول کی بجائے امامکم منکم کا جملہ ذکر کر کے ساتھ ہی اپنا فیصلہ سنا دیا کہ کوئی آسمان سے آنے والا نہیں ہے لہٰذا امامکم منکم امام تمہارا تم میں سے ہوگا اور وہ مرزا غلام احمد قادیانی ہیں ۔

قارئین محترم یہ جملہ جس حدیث میں وارد ہوا ہے وہ پوری حدیث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معروف صحابی ہیں سے یوں مروی ہے: **قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم** [بخاری] ترجمہ: تمہارا کیا حال ہوگا جب تم میں عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے اور (اس وقت) امام تمہارا تم میں سے ہوگا۔ اور اس حدیث کے ساتھ اگر یہ حدیث رسول ملا لی جائے تو اور زیادہ وضاحت ہو جائے گی **فینزل عیسیٰ ابن مریم فیقول امیرھم تعال صل لنا فیقول لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمة اللہ ھذہ الامة** (مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ)

پس نازل ہوں گے عیسیٰ ابن مریم مسلمانوں کا امیر (سیدنا محمد مہدی) کہے گا آیئے ہمیں نماز پڑھایئے مگر وہ (عیسیٰ علیہ السلام) فرمائیں گے نہیں یہ شرف امت محمد یہ کو ہی ہے کہ وہ ایک دوسرے کے امام ہیں ۔لہٰذا اس صورت حال کے واضح ہو جانے کے بعد یہی کہا جاسکتا ہے کہ پوری حدیث رسول کو چھوڑ کر ایک ٹکڑا پیش کر کے پھر اس سے ایک فیصلہ صادر کر دینا کہ ”کوئی آسمان سے آنے والا نہیں“ عیاری اور دھوکہ دہی ہی تو ہے جس حدیث رسول کے ایک جملے امامکم منکم کو پیش کیا گیا پوری حدیث کے پیش کرنے کے بعد واضح ہو گیا کہ اس حدیث کے جملہ امامکم منکم کا وفات عیسیٰ علیہ السلام سے کوئی تعلق نہیں پوری حدیث ہم نے پیش کر دی ہے اس کو بار بار پڑھیں ترجمہ کریں آپ کو معلوم بلکہ یقین ہو جائے گا کہ آنے والا نازل ہونے والا کوئی اور ہے اور امام تمہارا تم میں سے ہوگا اس حدیث میں دو بزرگوں کا تذکرہ ہے ۔آنے والے اور نازل ہونے والے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور اس وقت امام مسلمانوں کا یعنی نماز کی امامت کرانے والے محمد مہدی ہیں اور امام مہدی کی تمام صفات حمیدہ احادیث رسول میں تفصیلاً موجود ہیں اور ایسی ہی نزول فرمانے والے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی علامات ونشانات بھی احادیث رسول کے ذخیرہ میں واضح طور پر مذکور ہیں ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نزول سے مراد تخلیق قارئین:

محترم حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق احادیث میں جابجا نزول کا لفظ آیا ہے مثلاً **والذی نفسی بیدہٖ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم**۔[بخاری]

اطلع النبی صلی اللہ علیہ وسلم علینا ونحن نتذکر فقال ماتذکرون قالوا نذکر الساعۃ قال انھالن تقوم حتی ترون قبلھا عشر آیات فذکر الدخان والدجال والدابۃ وطلوع الشمس من مغربھا ونزول عیسیٰ ابن مریم (مسلم)

قال کیف انتم اذانزل ابن مریم (بخاری)

انہ نازل (مسند احمد) اذانزل علیھم عیسیٰ ابن مریم (ابوداؤد) فینزل عیسیٰ ابن مریم(مسلم) ان مذکورہ تمام جگہوں میں نزول کا لفظ ہی مختلف شکلوں میں (صیغوں میں) استعمال ہوا ہے۔جس کا معنی اہل لغت نے اوپر سے نیچے اترنے کے کیے ہیں۔لیکن قادیانی حضرات نزول کے معنی اترنا کرنے سے گریزاں ہیں کہ اس سے تو حضرت عیسیٰ ابن مریم کو آسمان پر زندہ اور پھران کا زمین پراترنا لازمی طور پر ثابت ہورہا ہے۔اس لیے وہ عام آدمی کے سامنے مختلف آیات مثلاً **انزلنا الحدید (سورۃ: ۲۵) انزلنا علیکم لباسا(۲۶:)**

وانزل لکم من الانعام ثمنیۃ ازواج (زمر:۶)

وغیرہ پیش کر کے کہتے ہیں کہ نزول کا معنی پیدا ہونا ہے نہ کہ اترنا تو لہٰذا جہاں کہیں بھی نزول عیسیٰ کا ذکر ہے اس سے اترنا مراد نہیں بلکہ پیدا ہونا ہے چونکہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں تو احادیث رسول میں اس نزول سے مراد پیدائش ہے اور وہ مرزا غلام احمد قادیانی ہیں کہ وہ پیدا ہوئے ہیں۔

۱...... پہلی بات یہ ہے کہ اگر قادیانی حضرات کی یہ بات مان لی جائے کہ نزول کا معنی اوپر سے نیچے اترنے کے نہیں ہیں بلکہ پیدا کرنے یا ہونے کے ہیں تو پھر

اللّٰہ الَّذِی اَنْزَلَ الْکِتَابَ بِالْحَقِّ (سورۃ الشوریٰ آیت:۱۷)

نَزَلَ بِہِ الرُّوْحُ الْاَمِین (سورۃ الشعرآء،آیت:۱۹۳)

اِنَّانَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ (سورۃ الحجر:۹)

اِنَّا اَنْزَلْنَاہُ فِی لَیْلَۃِ الْقَدْرِ (سورۃ القدر:۱)

شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْآنُ (سورۃ البقرہ:۱۸۵)

ان مذکورہ آیات میں:اَنْزَلَ، نَزَّلَ، نَزَّلْنَا، اَنْزَلْنَا، اُنْزِلَ کے آپ ذرا نزول کے معنی اترنا کو چھوڑ کر پیدا کرنا یا پیدا ہونا کر کے دیکھاوٴ۔لیکن یہ ہرگز نہیں ہو سکے گا کہ ان آیات میں نزول کے معنی اوپر سے نیچے اترنے کو چھوڑ سکو تو پھر واضح

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے کہ قادیانی آیات مذکورہ اَنزلنا الحَدِیدَ، اَنزَلنَا عَلَیکُم لِبَاساً وغیرہ پیش کر کے دھوکہ اور فریب سے کام لے رہے ہیں اور اپنی کم علمی بلکہ جہالت کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ نزول کا معنی کسی چیز کا اوپر سے نیچے اترنا ہی ہے لیکن نزول کے معنی کی وضاحت امام راغب (جو لغت عرب کے امام ہیں) نے ان لفظوں میں کی ہے ہے اگر کوئی سمجھنے والا عقل والا ہو تو اسے یہ کافی ہوگی۔ امام راغب اپنی معرکتہ الآرا کتاب مفردات القرآن میں تحریر فرماتے ہیں **النزول فی الاصل ھو انحطاط من علوٍ وانزال اللّٰہ تعالیٰ اما بانزال الشئی نفسہ و اما بانزال اسبابہ والھدایۃ الیہ کا نزال الحدید واللباس وھوذالک۔**

نزول کا معنی اصل میں اوپر سے نیچے اترنے کا ہے اللہ تعالیٰ کا اتاریہ یا تو نفس شی کا اتارنا ہوتا ہے (جیسے قرآن مجید کا اتارنا) یا اس شی کے اسباب و ذرائع، اور اس کی مثل اس معنوی وضاحت سے یہ واضح ہوگئی کہ انزال سے مراد یا تو نفس شئ ہے یا اس چیز کے اسباب کا اتارنا اور کسی شئ کے لیے احکامات کا اتارنا۔ اس کے بعد لباس، لوہا، انعام (جانور) کے اتارنے کی سمجھ آجانی چاہیے مگر بعض لوگ نہ ماننے والی بات کے پابند ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے ہی اللہ تعالیٰ نے **واذا مروا باللغو مروا کراما** (سورہ فرقان:۷۲) کا حکم صادر فرمایا ہے۔

قارئین محترم مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی راہنمائی اور عہد الست یاد لانے کے لیے انبیاء و رسل کا مقدس سلسلہ شروع کیا جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر حضور علیہ السلام پر آکر اختتام پذیر ہو گیا اللہ تعالیٰ کے آخری نبی و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی و رسول نہیں آئے گا۔ قرآن مجید میں تقریباً ایک سو آیات بینات موجود ہیں جو اس بیان پر واضح ہیں، ان میں اسے تین آیات نمونہ کے طور پر ملاحظہ فرمائیں۔

۱ **قل یایھاالناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا** ۔ترجمہ: آپ کہہ دیں اے لوگوں میں تم سب انسانوں کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ [سورۃ الاعراف:۱۵۸]

۲ **وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیراً ونذیراً** ۔ترجمہ: ہم نے تو آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام انسانوں کی طرف بشیر اور نذیر بنا کر۔ [سورۃ سبا:۲۸]

۳ **ومارسلناک الا رحمۃ للعالمین**۔ ترجمہ: نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر۔ [سورۃ انبیاء:۱۰۷]

ان تینوں آیات میں حضور علیہ السلام کا قیامت تک پوری انسانیت کے لیے نبی و رسول ہونے کا واضح بیان موجود ہے۔ اور ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس منصب آخری نبی و رسول ہونے کو یوں بیان فرمایا ہے۔

۱ **ارسلت الی الخلق کافۃ وختم بی النبیون** ۔(مسلم فی الفضائل) ترجمہ: میں تمام مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں اور مجھ پر انبیاء ختم کر دیئے گئے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۲ کانت بنو اسرائیل تسو سھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفه نبی و انه لانبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون (بخاری فی کتاب احادیث الانبیاء) ترجمہ: بنی اسرائیل کی سیاست وقیادت انبیاء علیہ السلام کرتے تھے جب کوئی وفات پا تا تو دوسرا نبی اس خلیفہ ہو جاتا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں البتہ خلفاء بہت ہوں گے۔

۳ انا خاتم النبیین لانبی بعدی (مسلم) ترجمہ: میں نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

ان تینوں آحادیث میں صاف طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے منصب ختم نبوۃ سے متعلق فرمایا کہ میں تمام مخلوق کے لیے مبعوث کیا گیا ہوں اور میرے وجود کے ساتھ سلسلہ نبوت ختم کیا گیا اور سابقہ قوموں میں سے بنی اسرائیل کا تذکرہ کرتے ہوں فرمایا کہ ان کی سیاست (قیادت) انبیاء کرتے تھے جب ایک نبی فوت ہو جاتا اس کے بعد دوسرا نبی بھیج دیا جاتا میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہاں خلفاء بہت ہوں گے۔ اس عنوان پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریباً دوصد احادیث مسلمانوں کے پاس موجود ہیں جن کے پیش نظر مسلمان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلسلہ نبوت کا آخری نبی و رسول مانتے ہیں اور آپ کے بعد کوئی نیا نبی و رسول مبعوث نہ ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں حضور علیہ السلام کے بعد کئی افراد نے نبوت و رسالت کے دعوے کیے حتیٰ کہ حضور علیہ السلام ابھی دنیا میں حیات تھے کہ مسلیمہ کذاب اور اسود عنسی نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ ان کے ساتھ اہل اسلام کی جنگیں ہوئیں ان کو نیست و نابود کیا گیا مسلمانوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے نبوت و رسالت کے ان دعوے داروں کو فی النار کیا اس سے اب تک کئی افراد نے دعوے کیے مگر مسلمانوں نے اپنے عقیدہ کو نہ چھوڑا اور اب تک مسلمان اسی عقیدہ ختم نبوت کو مضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں۔ اللہ کے آخری نبی و رسول کی شریعت کو اپنا دین اور آپ پر اترنے والی اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب پر عمل پیرا ہیں جو دنیا و عقبیٰ کی کامیابی کی ضمانت ہے مگر آج کے دور میں ماضی کی طرح ایک طبقہ مسلمانوں کے اس عقیدہ کے برعکس خیال رکھتا ہے کہ حضور علیہ السلام کے بعد بھی نبوت جاری ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی نبی ہیں اور رسول ہیں اور اپنے تصورات و تخیلات کو مختلف شبہات و وساوس اور رکیک تاویلات کے سہارے چلایا جا رہا ہے۔ علماء اسلام شروع دن سے ہی ان کے ان تخیلات فاسدہ کا رد کرتے اور ان کے کفریات کو چاک کرتے چلے آرہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی قرآن و حدیث کی روشنی میں راہنمائی کرتے چلے آرہے ہیں اور اس گروہ کے تخیلات فاسدہ کی زد میں آنے والی ایک آیت ذیل ہے جس کو وہ اپنے خیالات فاسدہ اجرائے نبوت پر پیش کرتے اور اپنے تخیلات کا سہارا بناتے چلے آرہے ہیں علماء اسلام نے اس آیت کو ان کے تخیلات کے گرد و غبار سے مکمل پاک صاف کر دیا کہ کسی طریقے سے بھی یہ آیت اس گروہ کے خیالات کی زد میں نہیں آسکتی۔ اور وہ آیت قرآنیہ ربانیہ یہ ہے۔

یٰبَنِیٓ آدم امایاتینکم رسل منکم (سورۃ اعراف:۳۵)

قادیانی کہتے ہیں کہ اس آیت میں بنی آدم مخاطب ہے اور بنی آدم سے کہا جا رہا ہے کہ اگر تمہارے پاس رسول

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آ ئیں تو بنی آدم جب موجود ہیں اس وقت رسول کا آنا بھی ہے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ:

اس آیت سے اگر قادیانی اجراءِ نبوت پر دلیل پکڑتے ہیں تو کیسے مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا مگر اس نے اپنی نبوت پر اس آیت سے استدلال نہ کیا نبوت کے دعویدار کو تو اس آیت سے اپنی نبوت کے دلیل بنانے کا علم نہ ہوا کہ یہ بھی نبوت کے اجراء پر دلیل ہے لیکن اس کے امتی کو پتہ چل گیا تو اس سے تو یہ پتہ چلا کہ جس نبی کا علم اپنے امتی سے ناقص ہے وہ اس کا نبی کیسے بن سکتا ہے کہ نبی کا علم تو اب سے اعلیٰ اور اکمل ہوتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ:

اس آیت میں کونسا لفظ ہے جو اجراءِ نبوت پر دلیل بننے کا سبب ہے۔ اگر تو لفظ رسل ہے جیسے کہ یقینی طور پر یہی محسوس ہو رہا ہے تو رسل کا معنیٰ تو سمجھیں اور وہ بھی ہمارے سے نہیں بلکہ اپنے مرشد اور رہنما مرزا قادیانی سے وہ تحریر کرتے ہیں: ''کہ رسولوں سے مراد جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں خواہ وہ نبی ہوں یا رسول ہوں یا محدث ہوں'' (روحانی خزائن: ص: ۴۱۹، ج: ۱۴)

جب مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریر سے یہ بات واضح ہوگئی کہ رسول صرف رسول اور بنی کو نہیں کہتے بلکہ محدث اور مجدد کو بھی رسول کہتے ہیں تو یقیناً اس آیت کے مطابق محدث اور مجدد قیامت تک امت کی راہنمائی کرنے کے لیے آتے رہیں گے اس آیت میں رسول سے مراد نبی لینا قطعاً درست نہیں دوسری آیت قرآنیہ اور احادیث رسول اس کی مانع ہیں نیز اگر اس آیت سے ''جب تک اولاد آدم ہے اس وقت تک نبی و رسول آتے رہیں گے'' کا اگر کوئی ذکر ہے تو آج نسل انسانی انتہائی خطرناک حد تک پریشانیوں کے دلدل میں پھنس چکی ہے انسانیت کا کوئی وارث نہیں ہے ظلم و ستم عروج پر ہے کسی کی عزت و آبرو چار دیواری کے اندر بھی محفوظ نہیں ہے ہر طرف رد قانونیت کا دور دورہ ہے لیکن کوئی نبی نہیں آ رہا تو پھر کب نبی و رسول آئے گا۔ ہاں اللہ کے آخری نبی و رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کبھی بھی کوئی نیا نبی نہیں آئے گا اور نہ ہی کوئی رسول نہ کوئی ظلی نہ بروزی آج کی پریشانیوں کا حل اللہ کے آخری نبی و رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع میں ہی ہوگا۔

قارئین محترم قادیانیوں کے اس تخیل ''کہ جب تک اولاد آدم ہے جب تک نبی آتے رہیں گے'' اس کا جواب مکمل آپ کے پاس پہنچ چکا جس سے کھل کر بات سامنے آگئی کہ ان کی تخیل میں وزن نہیں بلکہ تخیل کی بنیاد فساد عقل کے غبار پر ہے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ دسویں ہجری کے مشہور و معروف مفسر علامہ جلال الدین سیوطی مرحوم نے اپنی تفسیر در منشور میں اس آیت کے تحت یوں تحریر فرمایا ہے **اخرج ابن جریر عن ابی یسار السلھی قال ان اللہ تبارک و تعالیٰ جعل آدم و ذریتہ فی کفہ فقال یا بنی آدم امایا تینکم رسل منکم یقصون علیکم آیتی**

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فمن اتقیٰ۔(ترجمہ) ابو یسار سلمی سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کو اپنے دست قدرت میں لیا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اے بنی آدم اگر تمہارے پاس تم میں سے رسول آئیں......(الخ) تو گویا کہ مرزائی استدلال کی اس جگہ قطعاً کوئی گنجائش ہی نہیں کہ اس روایت کے مطابق تو اس آیت کا تعلق عالم ارواح کے ساتھ ہوا کہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو مخاطب کر کے اس طرح فرمایا تھا تو پھر اس آیت سے مرزائیوں کا استدلال ان کے طریقہ پر کیسے قبول کیا جا سکتا ہے۔ لیکن انھوں نے اپنی بات کو قطعاً غلط نہیں کہنا کہ ان کے دھرم کی بنیاد امت محمدیہ مخالفت ہی پر قائم ہے۔

معراج نبوی اور تعلیمات اسلام:

آپ کا زمانہ نبوت شروع ہوا تو طرح طرح کی تکلیفوں اور پریشانیوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر رہے جو لوگ صادق وامین کے لقب سے پکارتے اور یاد کرتے تھے وہ سارے کے سارے دشمن ہوگئے اپنے پرائے سبھی دشمنی میں ایک ہوگئے کوئی کسی وقت پتھر مار رہا ہے تو کوئی گندگی سے بھری اوجھری آپ پر ڈال رہا ہے کسی نے گلے میں کپڑا ڈال کر گلا دبایا ہوا ہے قتل کی دھمکیاں خاندانی تعلقات منقطع کیے جا رہے ہیں کھانے میں زہر دے کر مارنے کی تدبیریں کی جا رہی ہیں سفر طائف اس سلسلہ کی انتہائی اندوہناک کہانی ہے بے عزت کیا جا رہا ہے۔ مذاق اڑایا جا رہا ہے معاذ اللہ جھوٹا کہا جا رہا ہے۔ جس کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کو شرف معراج بخشا اور عظمتوں، بلندیوں سے نوازا کہ اس سے زیادہ بلندی کا کوئی تصور ہی نہیں۔ ایک رات جبرئیل ایک سواری براق لیکر حاضر ہوئے جو گدھے سے بڑی اور خچر سے چھوٹی سفید کی رنگ زین ولگام سے آراستہ برق رفتار اتنی کہ جہاں نظر پڑتی وہیں قدم رکھتی روایات کے مطابق جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہونے لگے تو سواری نے کچھ شوخی کی جس پر جبرئیل علیہ السلام نے کہا اے براق یہ کیسی شوخی ہے حضور علیہ السلام جو کائنات میں سب سے زیادہ محترم ہیں تیرے پر سوار ہو رہے ہیں یہ سن کر براق شرم سے پسینہ پسینہ ہوگئی اس پر سوار ہو کر آپ بیت المقدس مسجد اقصی کی طرف روانہ ہوئے بیت المقدس پہنچے تو سواری باندھ دی گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس میں داخل ہوئے تھوڑی دیر میں بہت سے لوگ بیت المقدس میں جمع ہوگئے ایک موذن نے اذان کہی اور تکبیر پڑھی سارے لوگ صفیں باندھ کر کھڑے ہوگئے اور جبرئیل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑا مصلے پر امامت کے لیے آگے کر دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امامت کے فرائض انجام دیئے سبھی لوگوں نے آپ کے پیچھے نماز ادا کی نماز کے اختتام پر جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو معلوم ہے آپنے کن لوگوں کو نماز پڑھائی اور کہا کہ یہ حضرت آدم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سارے انبیاء ورسل تھے جنھوں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی ہے بیت المقدس میں منعقدہ کائنات کی سب سے بڑی تقریب سے فارغ ہوں تو ایک سیڑھی کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے آسمان پر تشریف لے گئے جب آسمان پر پہنچے تو دروازہ کھولنے والوں نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ تمہارے ساتھ کون ہیں جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا میرے ساتھ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وسلم ہیں پھر انھوں نے کہا کہ کیا ان کو لانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے حکم کیا تھا جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں جس پر آسمان کے فرشتوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آمدید کہا اس طرح دوسرے، تیسرے آسمان بلکہ ساتوں آسمان عبور کر کے سدرۃ المنتہی پہنچے آپ کو حوض کوثر دکھایا گیا بہت المعمور جو عین بیت اللہ کے مقابل اوپر واقع ہے جو فرشتوں کا قبلہ ہے۔ دکھایا گیا ان کے علاوہ کئی مشاہدات ہوئے پھر ایک رفرف (جھولا یا تخت) لایا گیا جس پر آپ کو بٹھا کر جبریل علیہ السلام نے اوپر ساتھ جانے سے معذوری ظاہر کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جبریل علیہ السلام کو وہیں چھوڑ کر رفرف پر بیٹھے عظمتوں بلندیوں کو چھوتے ہوئے ایسی جگہ پر پہنچے جہاں احکام الٰہیہ اور تقادیر ربانیہ کی کتابت ہو رہی تھی پھر عظمت کے ایسے بلند مقام پر پہنچے جہاں فرشتوں کی سنی جانے والی آواز میں بھی منقطع ہو گئیں اور مقام قرب میں عرش کے قریب پہنچے اس قرب کا منظر قرآن مجید نے ان لفظوں میں بیان کیا ہے۔ **ثم دنیٰ فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی فاوحی الیٰ عبدہ ما اوحی** (سورۃ نجم: ۸،۹،۱۰) ترجمہ: پھر وہ نزدیک ہوا پھر اور نزدیک ہوا یہاں تک کہ دو کانوں کے برابر یا اس سے بھی کم فاصلہ تب وحی بھیجی اپنے بندے کی طرف جو کچھ وحی اس کو فرمانا تھی۔ لقاء خداوندی اور کلام خداوندی سے مشرف ہوں۔ آپ پانچ نمازیں فرض کی گئیں بعد ازاں ساتوں آسمانوں سے واپسی بیت المقدس میں ہوئی اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سواری براق پر سوار ہو کر مکہ معظّمہ میں صبح سے پہلے پہنچے مکہ معظّمہ سے بیت المقدس تک سفر کو سیرت نگار اسراء سے تعبیر کرتے ہیں اور بیت المقدس سے سات آسمانوں کا سفر سدرۃ المنتہی لقاء خداوندی تک کے سفر کو معراج کہتے ہیں بسا اوقات سارے سفر کو اسراء یا معراج سے بھی تعبیر کر دیا جاتا ہے۔ عظمتوں، بلندیوں پر لے جانا اور اس سارے سفر کا مقصد اللہ کے آخری نبی و رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عجائبات قدرت دکھانا تھے قرآن مجید میں مکہ معظّمہ سے بیت المقدس تک کے سفر کو اختصار کے ساتھ سورۃ بنی اسرائیل کی پہلی آیت میں بیان کیا گیا ہے مگر راستہ کے تمام مشاہدات کو احادیث رسول صلی اللہ علیہوسلم میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے ایسے ہی بیت المقدس سے ساتوں آسمانوں میں انبیاء و رسل علیہم اسلام سے ملاقاتیں، حوض کوثر کا دیکھنا جنت دوزخ کا مشاہدہ نماز پنجگانہ کا فرض ہونا بھی احادیث رسول علیہ السلام میں موجود ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم علی الصبح مکہ میں تشریف فرما تھے کہ ابوجہل کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر گزر ہوا اور ازراہ تمسخر کہنے لگا کہ آج کوئی ہے نئی بات تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں نئی بات یہ ہے کہ میں راتوں رات مکہ سے بیت المقدس اور پھر ساتوں آسمانوں کی سیر کر کے واپس آیا ہوں ابوجہل کہنے لگا کہ اگر میں آپ کی قوم کو بلاؤں تو ان کے سامنے بھی یہ بات کہنے کے لیے تیار ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا بالکل تیار ہوں ابوجہل نے لوگوں کو بلایا مجلس بھر گئی ابوجہل نے کہا جو کچھ آپ نے مجھے بتایا ہے ان کو بھی بتا دو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سارا واقعہ معراج بتا دیا مگر لوگ تعجب سے سر پر ہاتھ رکھ کر جھٹلانے لگے بعض لوگوں نے مذاق اور تمسخر کرتے ہو تالیاں بھی بجائیں بعض لوگ حیرت زدہ ہو کر کہنے لگے کیا آپ بیت المقدس کے نشانات و علامات بتا سکتے ہیں۔ حضور علیہ السلام چونکہ چند لمحوں کے لیے ہی تو بیت المقدس گئے تھے حضور علیہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

السلام فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے بیت المقدس کا نقشہ کردیا لوگ علامتیں پوچھتے جاتے تھے اور میں دیکھ دیکھ کر بتاتا جاتا تھا جو لوگ بیت المقدس کو بخوبی دیکھنے والے تھے کہنے لگے یہ نشانات تو صحیح ہیں اسی محفل سے کفار سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جا پہنچے اور جو کچھ سنا تھا واقعہ معراج جا کر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بتایا جس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا یقیناً میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں تو لوگوں نے کہا کہ آپ نے کیسے تصدیق کر دی کوئی بھلا اتنے وقت میں اتنا سفر کرسکتا ہے مگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "میں تو اس سے بھی بڑی باتوں کی تصدیق کرتا ہوں" اسی وجہ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اسی دن سے صدیق کا لقب عطاء ہوا اور ابوبکر صدیقؓ کہلائے اس واقعہ معراج کو سن کر کئی نو مسلم واپس کفر میں پلٹ گئے اور ارتداد کی وادی میں جا گرے کہ ان کی عقل کام نہ کرسکی اور تصدیق نہ کرسکے۔

یہ اسراء اور معراج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جسمانی طور پر ہوا۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ اسراء کہتے ہیں رات کے چلنے کو جیسے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رات کے وقت قوم بنی اسرائیل کو لے کر چلنے کے لیے ان لفظوں میں فرمایا: **او حینا الی موسیٰ ان اسر بعبادی انکم متبعون** (سورۃ شعراء:۵۲) ترجمہ: ہم نے وحی کی موسیٰ کی طرف کہ راتوں رات نکل جاؤ میرے بندوں کو لے کر بے شک تمہارا پوری طرح پیچھا کیا جائے گا۔

ایسے ہی لوط علیہ السلام کو بھی اپنے ساتھ ایمان والوں کو راتوں رات لے کر بستی سے نکلنے کا حکم ان لفظوں میں قرآن مجید میں محفوظ ہے: **فاسر باھلک بقطع من اللیل** (سورۃ حجر:۶۵)۔ترجمہ: پس آپ رات کے کسی حصہ میں اپنے گھر والوں کو لے کر چلے جایئے۔

دونوں واقعات میں چونکہ رات کو چلنے کا حکم ہوا ہے تو لفظ "اسر" کا استعمال ہوا ہے اسی طریقہ سے اپنے نبی و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چونکہ اسراء رات کے ایک حصہ میں کرائی تو یہاں بھی لفظ اَسْریٰ ہی استعمال ہوا کیونکہ رات کے چلنے کو اسراء ہی کہا جاتا ہے آدمی جو نیند کی حالت میں خواب دیکھتا ہے اس کو اسراء نہیں کہتے۔

دوسری بات یہ ہے کہ "عبدٗ" کا لفظ روح مع الجسم دونوں پر بولا جاتا ہے۔"عبدٗ" کا لفظ قرآن مجید میں کہیں بھی صرف روح پر نہیں بولا گیا۔مثلاً قرآن مجید میں ہے **ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا**۔(سورۃ بقرہ:۲۳) ترجمہ: اگر تم اس قرآن کے بارے میں ذرہ بھی شک ہے میں ہو جو ہم نے اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر اتارا ہے۔

تبٰرک الذی نزلنا الفرقان علی عبدہٖ ۔ترجمہ: بڑی برکت والی ہے وہ ذات جس نے نازل کیا فیصلہ کرنے والی کتاب کو اپنے بندے پر۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

انه لما قام عبداللّٰه يدعوه (سورۃ جن:۱۹)۔ترجمہ: جب کھڑا ہوتا ہے بندہ اللہ کا اسی کو پکارنے کے لیے۔

ذکر رحمتک عبدہ ذکریا (سورۃ مریم:۲) ترجمہ: ذکر ہے تیرے رب کی رحمت کا جو اس نے اپنے بندے زکریا پر کی۔

تو ایسے ہی حضور علیہ السلام کے اس واقعہ معراج میں بھی عبد کا ذکر ہے۔

سبحٰن الذی اسرٰی بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الیٰ المسجد الاقصیٰ

اس آیت میں لفظ اسرٰی بھی ہے اور لفظ عبد بھی ہے اور یہ دونوں لفظ ہوتے ہوئے پھر بھی واقعہ معراج کے جسمانی ہونے کا انکار کرنا قرآنی رموز سے جہالت عدم واقفیت یا درپردہ انکار ہے جو کفر ہے۔

اس لیے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی کہ یہ اسرا اور معراج آپ کا جسمانی تھا۔اسی پر امت محمدیہ کے تمام طبقات صحابہؓ، تابعین، تبع تابعین، مفسرین، محدثین متفق چلے آرہے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو معراج بحالت بیداری روح مع الجسم ہوا باقی رہی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منسوب یہ روایت کہ: مافقدت جسد رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم ولکن اللہ اسرٰی بروحہ ۔ترجمہ: یعنی معراج میں میرے پاس سے آنحضرت کا جسم غائب نہیں ہوا لیکن اللہ نے آپ کی روح کو سیر کرائی۔اس پر اتنی بات ہی کافی ہے کہ معراج (مکہ شریف میں) ہجرت سے تین سال یا پانچ سال پہلے کا واقعہ ہے جبکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ کی شادی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ میں جا کر ہوئی، جو ہجرت کے بعد کا واقعہ ہے تو پھر اس پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ کی طرف یہ روایت منسوب کرنا کیسے درست اور صحیح قرار دی جاسکتی ہے۔ویسے یہ روایت منقطع اور موضوع روایات میں سے ہے لیکن قادیانی حضرات کی آج تک ہمیں تو سمجھ نہیں آئی کہ ان کے پاس جو عقل اور دماغ ہے وہ کس کام کا، صحیح بات سمجھنے کی طرف توجہ ہی نہیں ہے اب یہی معراج کی بات کو ہی کسوٹی بنالیں قرآنی تعلیمات واضح طور پر حضور علیہ السلام کے معراج کو جسمانی قرار دے رہی ہیں۔احادیث رسول کا بیان بھی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج جسمانی ہوا تھا اور احادیث معراج احادیث متواترہ ہیں پورے اصحاب رسول اس بات پر متفق ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج جسمانی ہوا پوری امت محمدیہؐ کے تمام طبقات صحابہ، تابعین، تبع تابعین، مفسرین و محدثین آپ علیہ السلام کے معراج کو معراج جسمانی ہی لکھتے چلے آرہے ہیں مگر قادیانی لوگ اس کے برعکس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج جسمانی کا انکار کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور معراج جسمانی کے انکار پر" وہ روایت جسے پوری امت کے محدثین موضوع قرار دے چکے ہیں" کو سہارا بنایا ہوا ہے۔قرآن کی واضح تعلیمات، احادیث متواترہ، پوری امت محمدیہ کے تمام طبقات صحابہ، تابعین مفسرین ومحدثین سے ملی ہوئی روشنی کو چھوڑ کر اپنی اندھیر نگری میں بسیرا کر رہے ہیں، کہتے ہیں کسی شخص نے ایک واعظ سے سنا کہ تہجد پڑھنے سے چہرے پر نور آجاتا ہے رات کے آخری حصہ کو اٹھا وضو کرنے کے لیے پانی نہ ملا تیمّم کرنے کی غرض سے مٹی پر (جو اصل میں گھر میں پڑا ہوا روٹی پکانے والا توا تھا) ہاتھ مار کر تیمّم کیا تہجد گزاری صبح

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اٹھ کر بیوی سے پوچھنے لگا کہ میرے چہرے پر نور آ گیا ہے۔ بیوی بولی اگر تو نور کا لے، سیاہ رنگ کا ہے پھر تو نور کی گھٹائیں چھائی ہوئی ہیں۔

اسی طریقہ سے اگر تو اسلام نام خدا اور رسول علیہ السلام کی طرف سے ملی ہوئی روشنی جو قرآن وحدیث کی صورت میں مسلمانوں کے پاس موجود ہے تو اس روشنی میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج جسمانی ہے اور اسی روشنی میں پوری امت محمد یہ اب تک چلی آ رہی ہے تو پھر قادیانی اپنے بارے فیصلہ کریں کہ اس روشنی کو چھوڑ کر کہیں اپنے پیدا کردہ اندھیرے میں تو اوندھے گرے ہوئے نہیں ہیں۔ ایسے ہی آیت قرآنیہ **وما جعلنا الرویاالتی اربنک الافتنۃ للناس** (سورۃ بنی اسرائیل:) ۔ میں لفظ الرویا سے استدلال کہ معراج ایک خواب تھا۔ کیا اس آیت میں الرویا سے خواب مراد لینا درست ہے؟ امت محمد یہ کے سب سے بڑے مفسر اور شاگرد رسول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی بخاری شریف میں موجود روایت سے پتہ چلتا ہے کہ اس آیت میں رویا سے مراد خواب نہیں بلکہ ظاہری آنکھ سے دیکھنا ہے الفاظ حدیث یوں ہیں **عن ابن عباس وما جعلنا الرویاالتی اربنک الافتنۃ للناس قال ھی رویاعین اریھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اسری** (بخاری جلد:۲،ص:۶۴۶)۔

”**ھی عین اریھا**“ اس کا کسی عربی دان سے ترجمہ کروالیں کہ عین اریھا کا معنی خواب ہے یا آنکھ سے دیکھنا ہے جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اسراء کی رات میں آنکھ سے دیکھنا معنی کر رہے ہے تو پھر اور کون ہے اور اس کی سیدنا ابن عباس کی مقابلہ میں کیا حیثیت ہے.؟ جو اس جگہ رویا معنی خواب کرے اور مراد معراج کی رات لے، ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فرمان روشنی ہے اس کا مقابل اندھیرا ہے۔ قادیانی فیصلہ کریں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی دی ہوئی روشنی کو قبول کرنا ہے یا اندھیرے کو ہی پسند کرنا کسی کی طرح ان کی بھی عادت لازمہ بن چکی ہے۔

قارئین یہ تھے چند سوال جو گذشتہ ۱۲ ربیع الاول جامع مسجد احرار چناب نگر میں منعقد ہونے والی کانفرنس کے موقع پر ایک کرم فرما کے ذریعہ موصول ہوئے اور یہ وہی سوال ہیں جو عموماً قادیانی عام مسلمانوں سے مختلف انداز میں کرتے رہتے ہیں کوئی نئی بات نہیں ہے۔ امید ہے کہ قارئین کو ضرور نفع ہوگا (ان شاءاللہ)۔

آخری بات مرزا غلام احمد قادیانی کی تعلیمات کا نام اسلام نہیں ہے بلکہ اسلام نام ہے قرآن وحدیث کی تعلیمات کا اور قرآن وحدیث کے اس معنی مفہوم کا نام اسلام ہے جو اصحاب رسول علیہم الرضوان سے تمام امت محمد یہ مانتی چلی آ رہی ہے قرآن و حدیث کا نام لے کر امت محمد یہ کے متفقہ بیان کردہ معانی ومفاہیم کو چھوڑ کر کوئی اور معنی مفہوم پیش کرنے کا نام اسلام نہیں ہے اس لیے الفاظ قرآن اور حدیث کے ہوں اس کا معنی مفہوم مرزا غلام احمد قادیانی کا بیان کردہ ہو اس کو اسلام کیسے کہا جا سکتا ہے۔ اس لیے خبردار رہیں دھوکہ میں نہ آئیں الفاظ قرآن وحدیث کے ہیں تو معنی مفہوم بھی خود پیغمبر اسلام یا آپ کی تیار کردہ جماعت اصحاب رسول کا بیان کردہ ہوگا تب تو روشنی، راہ ہدایت، جنت اور کامیابی کا راستہ ہے وگرنہ کفر، لہٰذا اس سے بچیں۔

© rasailojaraid.com